

استعمال کرنے کی اجازت اسلام میں دی گئی ہے، لیکن وہ بھی صرف اس صورت میں ہے جبکہ امام وقت اس کو سپاہیوں میں تقسیم کر کے انھیں سپاہیوں کی ملک قرار دے دے، تاکہ ایک سپاہی کا تعلق جن کینز یا جن کینزوں سے ہو، انھیں تک اس کا تعلق شہوانی حدود رہے اور دوسرے کسی شخص کے لیے ان کے ساتھ یہ تعلق جائز نہ ہو، نیز حکومت کے توسط سے قانونی طور پر یہ تعلق قائم ہونے کے بعد سرکاری میں یہ بات معلوم و معروف رہے کہ یہ خاص عورت فلاں خاص مرد کی ہے (یعنی وہی فائدہ جو نکاح کا ہے) اس سے یہ امر بالکل واضح ہوتا ہے کہ اسلام حالت جنگ میں اپنی فوجوں کی شہوانی ضروریات پوری کرنے کے لیے اخلاقی قیود میں ذرہ برابر بھی کوئی ڈھیل پیدا نہیں کرتا بلکہ اس کے برعکس وہ چاہتا ہے کہ جائز تعلق شہوانی کے مواقع میرانے تک وہ ضبط نفس سے کام لیں، خواہ یہ موقع میرانے میں کتنے برس لگ جائیں۔ البتہ حدیث کے مطالعہ سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ انسانی کمزوریوں کا لحاظ کرتے ہوئے حکومت کا فرض یہ دیکھنا بھی ہے کہ اس کے سپاہی زیادہ مدت تک اپنی عورتوں سے علاحدہ رہنے اور اسی طرح ان کی عورتیں اپنے مردوں سے جدا رہنے کی بنا پر کسی بد اخلاقی میں مبتلا نہ ہونے پائیں۔ یہی غرض تھی جس کی خاطر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:-

حرمات النساء المجاہدین علی القاعدین
بجہدین کی بیویاں پیچھے رہنے والے مردوں کے لیے اپنی ماؤں کی طرح
حکومت امہاتھم
اور یہ کہ:-

ما من رجل من القاعدین یخلف رجلاً
من المجاہدین فی اہلہ فیحونہ فیہم الا وفقت لہ
یوہ اقامۃ فیما خلد من عملہ ما شاء - فاظنکم؟
اور یہی غرض تھی جس کی وجہ سے حضرت عمرؓ نے ایک مجاہد کی بیوی کو اس کے فراق میں شدت قانہ اشعار گاتے ہوئے سن کر یہ حکم دیا
تھا کہ سپاہیوں کو اتنی زیادہ طویل مدت تک ان کی بیویوں سے جدا نہ رکھا جائے جس میں ان کے بد اخلاقی سے لوٹ ہو جانے کا احتمال
ہو۔ بالفاظ دیگر فوج میں رخصت (

آپ کا یہ سوال کہ کینزوں کے استعمال کی اجازت کیا قہری ہے
منی رکھتا ہے کہ آپ یا تو قہری کے منی سے ذہول برت رہے ہیں، یا کینزوں سے تمتع کی صحیح حیثیت آپ کے سامنے نہیں ہے۔ قہری
وہ اصل اس چیز کو کہتے ہیں کہ ایک مرد کسی عورت کا جسم کرایہ پر مستعار حاصل کرے۔ اور شوقیہ قہری یہ ہے کہ کسی متعین کرایہ کے بغیر دچاہے
ہیوں اور تحفوں کی مقدار مارکیٹ ریٹ سے بہت زیادہ ہی کیوں نہ ہو) یہ مستعار تعلق قائم ہو۔ لیکن کینز کے ساتھ تمتع سرے سے مستعار ہوتا
ہی نہیں، بلکہ جب تک وہ کینز اس شخص کی ملکیت میں ہے، وہ ایسا ہی ایک مستقل تعلق ہے جیسا زوجین میں ہوا کرتا ہے اور اسے از روئے
قانون اولاد کا نسب اسی طرح ثابت ہوتا ہے جس طرح نکاح سے ثابت ہوتا ہے۔

المہدی کی علامات اور نظام دین میں اسکی حمیت

سوال:- غور و مہدی کے متعلق آپ نے رسالہ تجدید احیائے دین میں جو کچھ لکھا ہے اس میں اخلاقیات کا ایک پلویہ ہے

کہ آپ ہمدی موعود کے لیے کوئی امتیازی و اختصائی علامات تسلیم نہیں کرتے، حالانکہ احادیث میں واضح طور پر علامات ہمدی کا تذکرہ موجود ہے۔ آخر اس سلسلہ روایات سے چشم پوشی کیسے کی جاسکتی ہے!

جواب :- ظہور ہمدی کے متعلق جو روایات ہیں، ان کے متعلق ناقدین حدیث نے استدرحت تنقید کی ہے کہ ایک گروہ سربے سے اس بات کا قائل ہی نہیں رہا ہے کہ امام ہمدی کا ظہور ہوگا۔ اسرارِ جلال کی تنقید سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ ان احادیث کے اکثر روایت شیعہ ہیں تاریخ سے بھی یہ معلوم ہوتا ہے کہ ہر گروہ نے سیاسی و مذہبی اغراض کے لیے ان احادیث کو استعمال کیا ہے اور اپنے کسی آدمی پر ان کی مندرجہ علامات کو چسپاں کرنے کی کوشش کی ہے۔ ان وجوہ سے ہیں اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ نفس ظہور ہمدی کی خبر کی مدت تک تو یہ روایات صحیح ہیں لیکن تفصیلی علامات کا بیشتر بیان قاطباً و ضعیفاً و اہل غرض نے شاید بعد میں ان چیزوں کو اصل ارشادِ نبوی پر اضافہ کیا ہے۔ مختلف زبانوں میں جن لوگوں نے ہمدی موعود ہونے کے جھوٹے دعوے کیے ہیں، ان کے لٹریچر میں بھی آپ دیکھیں گے کہ ان کی ساری فتنہ پر دازی کے لیے مواد انھیں روایات نے بہم پہنچایا ہے۔

میں نے جہاں تک نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئیوں پر غور کیا ہے، ان کا اندازہ یہ نہیں ہوتا کہ کسی آنے والی چیز کی علامت و تفصیلات اس طریقے سے کبھی آپ نے بیان کی ہوں جس طرح ظہور ہمدی کی احادیث میں پائی جاتی ہیں۔ آپ بڑی بڑی اصولی علامات تو ضرور بیان فرمادیا کرتے تھے، لیکن جزئی تفصیلات بیان کرنا آپ کا طریقہ نہ تھا۔

سوال :- ضرورت بحث ہمدی کو تجدیدِ احیاء دین میں تسلیم تو کر لیا گیا ہے، لیکن ہمدی کا کیا کام ہوگا، اس مسئلہ کو نفی تائید کے بغیر محض اپنے لفظوں میں بیان کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ احادیث شریفہ کی روشنی میں اس کی تفصیل کی جائے تو مناسب ہے۔ نیز ہمدی موعود کے مراتب و خصوصیات اور ضرورتِ اطاعت ہمدی وغیرہ پر کوئی بحث نہیں کی گئی ہے، بلکہ امام مجددین میں شمار کر دیا گیا ہے۔ اگرچہ مجددِ کامل اور مجددِ ناقص کی تقسیم سے یہ معلوم ہو سکتا ہے کہ قاطباً یا ان "جہد" کا لفظ بربائے لغت استعمال ہوا ہے، اصطلاحاً نہیں۔ تاہم جبکہ مجددِ معصوم عن افعال نہیں ہوتا اور ہمدی موعود کو معصوم عن افعال ہونا ضروری ہے تو پھر اس میں فرق کے ہوتے ہوئے ہمدی موعود کہ مجدد کی فرست میں کیسے شمار کیا جاسکتا ہے؟

جواب :- اول تو خود لفظ "ہمدی" پر غور کرنا چاہیے جو حدیث میں استعمال کیا گیا ہے۔ حضور نے ہمدی کا لفظ استعمال فرمایا ہے جس کے معنی ہیں ہدایت یافتہ کے، "ہادی" کا لفظ استعمال نہیں کیا ہے! ہمدی ہر وہ سردار، لیڈر، اور امیر ہو سکتا ہے جو راہِ راست پر چلا "الہمدی" زیادہ سے زیادہ خصوصیت کے لیے استعمال ہوگا جس سے آنے والے کسی خاص امتیازی شان کا اظہار مقصود ہے۔ اور وہ امتیاز شان حدیث میں اس طرح بیان کر دی گئی ہے کہ آنے والا خلافت علیٰ منہاج النبوة کا نظام رہم برہم ہو جانے اور ظلم و جور سے زمین کے بھر جانے کے بعد از سر نو خلافت کو منہاج نبوت پر قائم کرے گا اور زمین کو عدل سے بھر دے گا۔ پس یہی چیز ہے جس کی وجہ سے اس کو شخص و امت ز کرنے کے لیے "ہمدی" پر "الی" داخل کیا گیا ہے۔ لیکن یہ گھنابا لکل غلط ہے کہ ہمدی کے نام سے دین میں کوئی خاص منصب قائم کیا ہے، جس پر ایمان لانا اور جس کی معرفت حاصل کرنا ویسا ہی ضروری ہو جیسا ایمان پر ایمان لانا، اور اس کی اطاعت بھی شرطِ نجات اور شرطِ اسلام و ایمان ہو۔ نیز اس خیال کے لیے بھی حدیث میں کوئی دلیل نہیں ہے کہ ہمدی کوئی امام معصوم ہوگا۔ اصل یہ معصومیت غیر انبیاء کا تخیل ایک خاص شیعہ تخیل ہے جس کی کوئی سند کتاب و سنت میں موجود نہیں ہے۔